حالیه عائلی قوانین

رفیع اللہ

بر صغیر ہند و پاک میں دینی تعلیم و تربیت کے فقدان اور غیر اسلامی تمدنوں کے اثر نے اگرچہ مسلمانوں کی زندگی کے ہر گوشہ کو متاثر کیا لیکن اس کا سب سے گہرا اثر ازدواجی زندگی پر پڑا - وہ حضرات جو اپنے آپ کو ان معاملات پر ''اتھارٹی'' سمجھتے ہوئے' ان کا تجزیہ یہ تھا کہ :-

''اس افسوسناک حالت نے مسلمانوں کی تمدنی زندگی کو جو نقصانات پہنچائے ہیں' ان میں سب سے زیادہ اہم نقصان یہ ہے کہ اس نے ہمارے کم از کم ۷۰ فیصدی گھروں کو دوزخ کا نمونہ بنا دیا ہے اور ہماری آبادی کے ایک بڑے حصے کی زندگیاں تلخ بلکہ برباد کردی ہیں'' (۱)

اس خطرناک صورت حال کی اصلاح کے لئے مختلف اہل علم نے اپنی سی کوششیں کیں اور ان کے لئے مختلف قسم کی تجاویز پیش ہوئیں - ان تجاویز میں سے مولانا ابوالاعلی مودودی کی تجاویز جو بعد میں ''حقوق الزوجین'' کے نام سے کتابی صورت میں شائع ہوئیں' منفرد اہمیت کی حامل ہیں - کیونکہ انہوں نے کسی خاص مسلک فقہ کی تقلید کے بجائے زمانے کے تقاضوں کا زیادہ خیال رکھا اور بہت سے اہم مسائل میں حنفی فقہ کے بجائے دوسرے مذاہب فقہ خاص طور پر مالکی مذہب کو ترجیح دی - اس کا لازمی نتیجہ تھا کہ علمائے حنفیہ ان کے اس طرز عمل پر معترض ہوں - لیکن انہوں نے کسی کی کوئی پروا نہیں کی بلکہ ان کو یہ دندان شکن جواب دیا :-

''قیامت کے روز حق تعالی کے سامنے ان گناھگاروں کے ساتھ ساتھ ان کے دینی پیشوا بھی پکڑے ہوئے آئیں گے اور اللہ تعالی ان سے پوچھے گا

۱ - حقوق الزوجین از مولانا ابوالاعلی مودودی' طبع ششم صفحہ ۹

کہ کیا ہم نے تم کو علم و عقل سے اس لئے سرفراز کیا تھا کہ تم اس سے کام نہ لو؟ کیا ہماری کتاب اور ہمارے نبی کی سنت تمہارے پاس اس لئے تھی کہ تم اس کو لئے بیٹھے رہو اور مسلمان گمراہی میں مبتلا ہوتے رہیں - ہم نے اپنے دین کو آسان بنایا تھا تم کو کیا حق تھا کہ اسے مشکل بنادو؟ ہم نے تم کو قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا حکم دیا تھا، تم پر یہ کس نے فرض کیا کہ ان دونوں سے بڑھ کر اپنے اسلاف کی پیروی کرو - ہم نے ہر مشکل کا علاج قرآن میں لکھا تھا تم سے یہ کس نے کہا کہ قرآن کو هاتھ نہ لگاؤ اور اپنے لئے انسانوں کی لکھی ہوئی کتابوں کو کافی سمجھو - اس باز پرس کے جواب میں امید نہیں کہ کسی عالم دین کو کنزالدقائق اور ہدایہ اور عالمگیری کے مصنفوں کے دامن میں پناہ مل سکے گی'' (۲)

اور اس طرح حنفی فقہ پر اتنی سخت تنقید کر کے مولانا مودودی نے معترض حضرات کو خاموش کر دیا - یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ مولانا نے آج سے تیس سال پہلے ازدواجی زندگی کی اصلاح کے لئے جو تجاویز پیش کی تھیں وہ اسلامی تعلیمات کے عین مطابق تھیں لیکن بد قسمتی سے انہیں کبھی قانونی حیثیت حاصل نہ ہو سکی - پاکستان بننے کے بعد جدید تمدن کے اثرات کی وجہ سے ہمارے ازدواجی معاملات اور بھی پیچیدہ ہوگئے - اس صورت حالات نے حکومت کو مجبور کردیا کہ وہ انکی اصلاح کی طرف توجہ دے - چنانچہ اس مقصد کے لئے ایک کمیشن قائم کیا گیا - جس کی سفارشات کو بعد میں عائلی قوانین کی صورت میں نافذ کردیا گیا -

اس مضمون میں ہم یہ دکھانے کی کوشش کریں گے کہ مولانا نے آج سے تیس سال پہلے جو تجاویز پیش فرمائی تھیں، عائلی قوانین میں بھی کم و بیش وہی کچھ ہے - لیکن مقام حیرت ہے کہ جونہی عائلی قوانین سامنے آئے، ان پر فوراً خلاف اسلام ہونے کا ٹھپہ لگا دیا گیا اور پھر انہیں منسوخ کرانے کے لئے جہاد عظیم شروع کردیا گیا - کتنے افسوس

---

۲ - ایضاً صفحہ ۹۸

کا مقام ھے کہ آج سے تیس سال پہلے جن مسائل کو بڑے زوردار دلائل سے قرآنی تعلیمات کے مطابق ثابت کیا جاتا تھا آج انہیں اتنے ھی زوردار دلائل سے خلاف اسلام ثابت کیا جانے لگا - مولانا کی تجاویز اگرچہ عائلی قوانین سے بھی زیادہ وسیع ھیں اور ان میں بہت سے دوسرے مسائل بھی شامل ھیں جو عائلی قوانین میں نہیں ھیں ان میں سے ھم صرف انہی تحریروں کو پیش کریں گے جو عائلی قوانین کے کسی مسئلہ کے متقابل ھیں -

نکاح کی رجسٹری

یہ حقیقت کسی سے پوشیدہ نہیں ھے کہ ھمارے ھاں ننانوے فیصدی نکاح ایسے ھوتے ھیں - جن میں مہر موّجل ھوتا ھے - یعنی شادی کے موقع پر ادا نہیں کیا جاتا بلکہ بعد میں - اس کی وجہ سے ھمارے معاشرے میں بعض بری قسم کی خرابیاں پیدا ھوگئیں - ان خرابیوں کا تدارک کرنے کے لئے مولانا جو طریقہ تجویز فرماتے ھیں، وہ عائلی قوانین کی سادہ رجسٹری سے نہ صرف کئی گنا مشکل ھے بلکہ بھاری اخراجات کا طالب ھے - فرماتے ھیں :—'' لیکن اگر وہ مؤجل ھو تو لازم قرار دیا جائے اور زر مہر پر پچاس فیصدی کا اسٹامپ لگایا جائے - اسٹامپ کے بغیر یا پچاس فیصدی سے کم قیمت کے اسٹامپ پر کوئی دستاویز مہر قابل ادخال دعوے نہ ھو - اس قسم کا ضابطہ اگر بنادیا جائے تو مہر موّجل کا یہ سرتاپا عیب بآسانی مسدود ھو جائیگا (۳)

جن لوگوں کو ان کاموں کا عملی تجربہ ھے ، وہ اس بات کی شہادت دیں گے کہ عائلی قوانین کے چار پرتوں میں اندراج اتنا مشکل کام نہیں ھے جتنا کہ صرف اسٹامپ کی خریداری اور پھر کسی قانونی آدمی سے دستاویز وغیرہ تحریر کرانا اس پر مستزاد یہ تجاویز یقیناً عائلی قوانین کی رجسٹریشن سے کئی گنا مشکل اور محنت طلب کام کا تقاضا کرتی ھیں - لیکن معلوم نہیں ان کی تجویز کردہ کئی گنا اخراجات کی طالب رجسٹریشن تو اسلامی تھی اور یہ سادہ سا اندراج غیر اسلامی ھو گیا ھے -

۳ - ایضاً صفحہ ۱۲۵

مزید برآں انہیں یہ بھی تسلیم ہے کہ
''مہر ایک قسم کا قرض ہے اور اپنے ذمہ جان بوجھ کر یا بے پروائی کے ساتھ قرض چھوڑجانا اتنی بری بات ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کی نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کیا ہے۔'' (۴)

اور قرض والے معاملات تو ایسے ہیں جنہیں قرآن حکیم تحریر میں لانے کی سخت تاکید کرتا ہے:۔

یاایہا الذین آمنو اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوہ

اے ایمان والو! جب تم مقررہ وقت کے لئے قرضہ کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو (البقرہ - ۲۸۲)

ایک ایسی چیز جس کا حکم قرآن حکیم سے اشارتاً بھی ثابت ہو جائے اگر اسکی خلاف ورزی کو قانونی جرم قرار دیکر مجرم کو سزا دی جائے تو یہ کیسے خلاف اسلام قرار پائیگا۔ جب کہ ایسے معاملات کی ہمیں نظیریں بھی ملتی ہیں مثلاً مولانا کو تسلیم ہے کہ مجلس واحد میں تین طلاق دینے والے کو نبی صلعم اور صدیق اکبر کے زمانہ میں سزا نہ ملتی تھی۔ لیکن فاروق اعظم ایسے شخص کو درے مارا کرتے تھے۔ اس معاملہ کو بھی اسی پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔

تحدید ازدواج

اس اہم مسئلہ میں مولانا نے جو کچھ اشارتاً لکھا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ واضح تحریر سے بھی زیادہ مفصل ہے ان کے مندرجہ ذیل اقتباس سے معلوم ہوگا کہ ان کے نزدیک تعدد ازدواج کی اجازت بعض شرائط کے ساتھ مشروط ہے اور جب ان شرائط کا لحاظ نہ رکھا جائیگا تو قانون اس معاملے میں دخل اندازی کر سکتا ہے۔ فرماتے ہیں۔

۴۔ ایضاً صفحہ ۱۲۴

”قرآن مجید میں تعدد ازدواج کی اجازت عدل کی شرط کے ساتھ دی گئی ہے۔ اگر کوئی شخص عدل نہ کرے تو اسے اس **مشروط اجازت** سے فائدہ اٹھانے کا حق نہیں ہے۔ خود اس آیت میں جہاں تعدد ازدواج کی اجازت دی گئی ہے صاف حکم موجود ہے کہ اگر عدل نہ کرسکو تو ایک ہی بیوی رکھو۔ فان خفتم الا تعدلوافواحدۃ او ما ملکت ایمانکم ذالک ادنی الا تعولوا۔ (پھر اگر تم کو خوف ہو کہ عدل نہ کرسکو گے تو ایک ہی بیوی رکھو یا لونڈی جو تمہارے قبضہ میں ہو۔ یہ زیادہ قرین مصلحت ہے تاکہ تم حق سے متجاوز نہ ہو جاؤ)——————مذکورہ بالا آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص دو یا زائد بیویوں کے درمیان عدل نہیں کرتا اور ایک طرف جھک کر دوسرے کے حقوق ادا کرنے میں کوتاہی کرتا ہے' وہ ظالم ہے۔ تعدد ازدواج کی اجازت سے فائدہ اٹھانے کا اسکو کوئی حق نہیں ہے۔ **قانون کو ایسی حالت میں اسے صرف ایک بیوی رکھنے پر مجبور کرنا چاہئے** اور دوسری بیوی یا بیویوں کو اس کے خلاف قانون سے داد رسی پانے کا حق ہونا چاہئے“ (۵)

عائلی قوانین میں بھی تو یہی صورت اختیار کی گئی ہے اور اسے جن شرائط سے مقید کیا گیا ہے وہ زیادہ تر بخاری شریف کی اس حدیث میں ملتی ہیں۔ یہ حدیث امام بخاری باب ذب الرجل عن ابنتہ فی الغیرۃ والانصاف (غیرت اور انصاف کے بارے میں انسان کا اپنی بیٹی کی طرف سے مداخلت کرنا) کے تحت لائے ہیں:—

عن المسور بن مخرمۃ قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول وھو علی المنبر ان بنی ھشام بن المغیرۃ استاذنوا نی فی ان ینکحوا ابنتھم علی بن ابی طالب فلا اذن ثم لا اذن ثم لاآذن الا ان یرید ابن ابی طالب ان یطلق ابنتی وینکح ابنتھم فانما ھی بضعۃ منی یریبنی ما ارابھا ویوذینی ما اذاھا (۶)

حضرت مسور بن مخرمہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلعم کو ممبر پر فرماتے سنا۔ بنی ھشام بن مغیرہ نے مجھ سے اجازت چاہی ہے کہ

۵۔ ایضاً صفحہ ۴۱-۴۲ ۶ - بخاری شریف جلد دوم کتاب النکاح

وہ اپنی بیٹی کی شادی حضرت علی سے کردیں - پس میں ہرگز اجازت نہیں دیتا - ہاں اگر ابن ابی طالب رض شادی کرنا چاہتے ہیں تو میری بیٹی کو طلاق دے کر ان کی بیٹی سے نکاح کرلیں - فاطمہ رض میرا جگر گوشہ ہے جو چیز اسے تکلیف پہنچاتی ہے وہ میرے لئے بھی باعث تکلیف ہے اور جو اس کے لئے موجب ایذا ہے وہ مجھے بھی ایذا پہنچاتی ہے -

اس حدیث سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں :—

(۱) دوسری شادی اگرچہ جائز ہے لیکن اس کے لئے نبی صلعم سے اجازت مانگی گئی -

(۲) دوسری شادی سے حضرت فاطمہ الزہراء کو ایذا پہنچتی - معلوم ہوا کہ عام حالات میں دوسرے نکاح سے پہلی بیوی کو ایذا پنہچنا ایک طبعی امر ہے - اگر اس وجہ سے پہلی بیوی یا اس کے متعلقین نکاح سے مانع ہوں تو وہ حق بجانب ہیں -

(۳) جس طرح نبی صلعم کو بیٹی پر سوکن آنے سے تکلیف ہو سکتی تھی - اور کون سا باپ ہے جسے اس سے تکلیف نہیں ہوتی ؟ جس طرح نبی صلعم نے برداشت نہیں کیا کہ ان کی بیٹی پر سوکن آئے اس طرح ہر والد کے لئے یہ چیز ناقابل برداشت ہے -

خلع اور تعدد ازدواج

یہ اعتراض بھی کیا جا رہا ہے کہ اگر دوسری شادی پہلی بیوی کی رضامندی کے بغیر کی جائے تو اس بات کو خلع کے لئے وجہ جواز کیوں قرار دیا گیا ؟

تعداد ازدواج کو مشروط کرنے کے سلسلے میں ہم نے مولانا مودودی کی جو عبارت اوپر نقل کی ہے ، اس میں آپ نے غیر مبہم الفاظ میں اس امر کی سفارش کی تھی کہ ایسی صورت میں قانون کو دخل دینا چاہیئے - اور عورت

کو قانون سے داد رسی پانے کا حق ہونا چاہیئے - اسی داد رسی کو شرعی اصطلاح میں ''خلع'' کہتے ہیں جس کی تفسیر کرتے ہوئے مولانا لکھتے ہیں :-

'' شرع اسلامی نے جس طرح مرد کو یہ حق دیا ہے کہ جس عورت کو وہ ناپسند کرتا ہے اور جس کے ساتھ وہ نباہ نہیں کر سکتا اسے طلاق دے دے۔ اس طرح عورت کو بھی یہ حق دیا ہے کہ جس مرد کو وہ ناپسند کرتی ہو اور کسی طرح اس کے ساتھ گزر بسر نہ کر سکتی ہو اس سے خلع حاصل کر لے (۷)

اب یہ اعتراض کیا جا رہا ہے کہ اس بات کو خلع کے لئے وجہ جواز کیوں قرار دیا گیا ہے - یعنی اب ان کا موقف یہ ہو گیا ہے کہ اگر ایک عورت ان حالات کے تحت اس قسم کے خاوند سے چھٹکارا حاصل کرانا چاہے تو اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی -

طلاق ثلاثہ بیک مجلس

عائلی قوانین میں طلاق کے سلسلے میں جو احکام نافذ کئے گئے ہیں ' ان میں سے اہم ترین مسئلہ طلاق ثلاثہ بیک مجلس کا خاتمہ ہے - دوسرا اہم مسئلہ مرد کی اجازت طلاق کو مشروط کرنا -

بیک وقت تین طلاقیں دے کر عورت کو جدا کر دینے سے ہمارے معاشرہ میں جو خرابیاں پیدا ہوتی رہی ہیں ' کون سی چشم بینا ہے جس نے اس کے مضر اثرات پر خون کے آنسو نہیں بہائے - یہی وجہ تھی کہ جب یہ قانون مصر میں رائج ہوا تو ہمارے بعض علماء نے اس کا خیر مقدم کیا (۸) اور اپنے ہاں بھی ایک ایسے قانون کے نفاذ کی خواہش کا اظہار کیا گیا - صاحب '' حقوق الزوجین '' نے اس مسئلہ کی شرعی حیثیت پر اس طرح بحث کی :—

(۷) حقوق الزوجین طبع ششم صفحہ ۹۰

(۸) نکاح محمدی از مولانا محمد بن ابراہیم میمن جونا گڑھی صفحہ ۲۱—۲۲

"بیک وقت تین طلاق دے کر عورت کو جدا کر دینا نصوص صریحہ کی بنا پر معصیت ہے۔ علمائے امت کے درمیان اس مسئلہ میں جو کچھ اختلاف ہے وہ صرف اس امر میں ہے کہ ایسی تین طلاقیں ایک طلاق رجعی کے حکم میں ہیں یا تین طلاق مغلظہ کے حکم میں۔ لیکن اس کے بدعت اور معصیت ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں۔ سب تسلیم کرتے ہیں کہ یہ فعل اس طریقہ کے خلاف ہے جو اللہ اور اس کے رسول نے طلاق کے لئے مقرر فرمایا ہے اور اس سے شریعت کی اہم مصلحتیں فوت ہو جاتی ہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دیں تو حضور غصہ میں آ کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا ایلعب بکتاب اللہ عز و جل و انا بین اظھرکم۔ (کیا اللہ عز و جل کی کتاب سے کھیل کیا جاتا ہے حالانکہ ابھی میں تمہارے درمیان موجود ہوں۔) بعض دوسری احادیث میں تصریح ہے کہ حضور نے اس فعل کو معصیت فرمایا اور حضرت عمر کے متعلق تو روایات میں یہاں تک آیا ہے کہ جو شخص ان کے پاس مجلس واحد میں تین طلاق دینے والا آتا تو وہ اس کو درے لگاتے تھے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس فعل پر سزا دی جاسکتی ہے۔

ہمارے زمانے میں یہ طریقہ عام ہو گیا ہے کہ لوگ کسی فوری جذبہ کے تحت اپنی بیویوں کو جھٹ تین طلاقیں دے ڈالتے ہیں۔ پھر نادم ہوتے ہیں اور شرعی حیلے تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ کوئی جھوٹی قسمیں کھا کر طلاق سے انکار کرتا ہے۔ کوئی حلالہ کرانے کی کوشش کرتا ہے اور کوئی طلاق کو مخفی رکھ کر اپنی بیوی کے ساتھ بدستور سابق تعلقات باقی رکھتا ہے۔ اس طرح ایک گناہ کے خمیازے سے بچنے کے لئے متعدد دوسرے گناہوں کا ارتکاب کیا جاتا ہے ان خرابیوں کا سد باب کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ایک ہی وقت میں تین طلاقیں دے کر عورت کو جدا کر دینے پر ایسی پابندیاں عائد کر دی جائیں جن کی وجہ سے لوگ اس فعل کا ارتکاب نہ کر سکیں (۹)۔

---

(۹) حقوق الزوجین صفحہ ۱۵۴ — ۱۵۵

مولانا کے اس لمبے اقتباس کے اہم نکات یہ ہیں ۔

(۱) کہ طلاق ثلاثہ بیک مجلس نصوص صریحہ کی بنا پر معصیت ہے ۔

(۲) اس کے معصیت اور بدعت ہونے پر امت کا اجماع ہے ۔

(۳) رسول اللہ صلعم ایسا واقعہ سن کر غصے سے کھڑے ہو جاتے تھے ۔

(۴) حضرت عمر فاروق رض نے بطور امیر المومنین ایسا کرنے والوں کو سزا دی جس سے معلوم ہوا کہ حکومت اس فعل پر سزا دے سکتی ہے ۔

(۵) اس معصیت کے خاتمے کے لئے ضروری ہے کہ اس پر پابندیاں لگانے کے لئے قانون بنایا جائے ۔

جن قارئین کی نظر سے حالیہ عائلی قوانین گزر چکے ہیں وہ اس حقیقت سے باخبر ہوں گے کہ اس معصیت کو ختم کرنے کے لئے کم و بیش ایسے ہی اقدامات کئے گئے ہیں ۔ لیکن وہ معصیت جس کو ختم کرنے کے لئے اتنی مدت قلم کا زور صرف کیا جاتا رہا جب اسے قانوناً ختم کیا گیا تو پھر '' حقوق الزوجین '' کے مصنف نے حنفی ائمہ کے علم و تقوی کا واسطہ دے کر دوبارہ اسے سینے سے لگا لیا ۔ اور اس معصیت کو ختم کرنے والوں کو یہ اعتراض سننا پڑا :—

'' بلاشبہ یہ چیز بعض فقہی مذاہب کے نزدیک درست ہے ۔ لیکن حنفی مذہب کے خلاف ہے ۔ حنفی مذہب میں اگر تین طلاق بیک وقت دئے گئے ہوں تو اس سے طلاق مغلظ واقع ہو جاتی ہے اور مطلقہ عورت سے اس کا سابق شوہر نہ تو مدت عدت کے اندر رجوع کر سکتا ہے اور نہ عدت گزر جانے کے بعد اس کے ساتھ پھر نکاح کر سکتا ہے ۔ جب تک کہ اس کی تحلیل (۱۰) نہ ہو جائے ۔ اس ملک کے باشندوں کی عظیم اکثریت حنفی ہے ۔ ان حنفی

---

(۱۰) حنفی فقہ کے مطابق اس کی تشریح آگے آئے گی ۔

باشندوں کو جو اعتماد امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور مذہب حنفی کے ائمہ و فقہاء کے علم و تقوی پر ہے ' وہ اعتماد آج کل کے قانون سازوں پر نہیں ہے (۱۱) ۔

جس چیز کے معصیت اور بدعت ہونے پر امت کا اجماع تھا ، اب وہ عین حنفی مذہب کے مطابق ہو گئی ہے ۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا ۔ معاملہ یہاں تک ختم نہیں ہو جاتا بلکہ حنفی ائمہ کے علم و تقوی کا واسطہ دے کر اس معصیت کو دوبارہ رائج کرنے لئے جہاد عظیم شروع کر دیا گیا ۔ حالانکہ ایک وقت وہ بھی تھا جب آپ طلاق کا نصاب صرف ان الفاظ میں بیان فرمایا کرتے تھے ۔

''اس آیت میں طلاق کا نصاب بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ دو مرتبہ کی طلاق رجعی ہے اور تیسری مرتبہ کی مغلظہ (۱۲)

حالیہ عائلی قوانین میں بعینہ طلاق کا یہی نصاب اختیار کیا گیا ہے ۔

طلاق بدعت اور حلالہ

طلاق ثلاثہ بیک مجلس کا ایک لازمی نتیجہ حلالہ ہے خود جناب مولانا نے بھی اسے تسلیم کیا ہے ۔ مذکورہ بالا اعتراض میں اسے '' تحلیل '' کا معصوم نام دیا گیا ہے ۔ چونکہ طلاق بدعت کو حنفی ائمہ کے علم اور تقوی کا واسطہ دے کر دوبارہ رائج کرانے کی کوشش کی گئی ہے ' اس نے لازماً ان حضرات کے نزدیک حلالہ کا بھی یقیناً وہی مفہوم ہوگا حنفی ائمہ اور فقہاء کے نزدیک ہے حنفی فقہ کی ہر اہم کتاب اٹھا کر دیکھیے آپ کو حلالہ کے بارے میں یہ حکم ملے گا ۔

---

(۱۱) عائلی قوانین پر علماء کے اعتراضات صفحہ ۱۸ — ۱۹ مطبوعہ پبلک آرٹ پریس پشاور ۔

(۱۲) حقوق الزوجین صفحہ ۱۰۸

”واذا تزوجها بشرط التحلل بالنكاح مکروه لقوله علیه السلام لعن الله المحلل والمحلل له وهذا هو محمله فان طلقها بعد وطیها حلت للاول لوجود الدخول فی نکاح صحیح - (۱۳)

یعنی اگر حلاله کی شرط سے کسی عورت سے نکاح کیا تو یه مکروه عمل ہے کیونکه حضور صلعم نے حلاله کرنے اور کرانے والوں پر الله تعالیٰ کی لعنت بھیجی ہے اور اس سے مراد یہی حلاله ہے - تاہم اگر اس (حلاله کے نکاح) کے بعد کوئی شخص عورت سے مباشرت کے بعد اسے طلاق دے دے تو وہ پہلے طلاق دینے والے شخص کے لئے حلال ہو جائے گی کیونکه دخول نکاح صحیح میں ہوا ہے -

ایک وقت وہ تھا جب که مولانا اس کی برائی ان الفاظ میں بیان فرمایا کرتے تھے -

” فی الواقع اس طرح کے نکاح اور زنا میں کوئی فرق نہیں ہے - حیرت ان علماء پر ہوتی ہے جو اس صریح حرام اور نہایت شنیع اورشرمناک حیلے کا فتوی لوگوں کو دیتے ہیں - (۱۴)

کسی کی مخالفت انسان کو کہاں سے کہاں پہنچا دیتی ہے که اب یہی حضرات اپنے طرز عمل سے اس برائی کی تائید کر رہے ہیں -

مرد کے حق طلاق کا مشروط ہونا

طلاق کے سلسله میں جو شرائط عائد کی گئی ہیں ، ان پر یه اعتراض کیا جاتا ہے که شریعت نے مرد کو طلاق دینے کا غیر مشروط حق دیا ہے

(۱۳) ہدایه اولین مجیدی صفحه ۳۷۶

(۱۴) حقوق الزوجین ص ۵۹ — ۶۰

لیکن حالیہ عائلی قوانین میں یہ مشروط کر دیا گیا ہے - اصل الفاظ یہ ہیں :—

'' ایک آیت کے اندر تو صاف الفاظ میں بیدہ عقدۃ النکاح کا فقرہ ارشاد فرمایا گیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ عقد نکاح کو برقرار رکھنا یا توڑ دینا شوہر کے اختیار میں ہے اور رہے - اس اختیار کو استعمال کرنے کے لئے وہ قطعاً کسی دوسرے کی طرف رجوع کرنے کا پابند نہیں ہے - (۱۵)

حالانکہ جب ازدواجی زندگی کی اصلاح کے لئے مولانا مودودی نے خود تجاویز پیش کی تھیں تو اس وقت آنجناب نے فقہاء کے اس استدلال کو ماننے سے صاف انکار کر دیا تھا اور فرمایا تھا کہ قرآن مجید اس استدلال کی تائید نہیں کرتا - اور یہ دعویٰ کیا تھا کہ اولوالامر کو حق ہوگا کہ شوہر کو اس کے اختیار سے محروم کر کے بطور خود اس اختیار کو استعمال کریں - فرماتے ہیں :—

'' اگر اس کی شکایت جائز ثابت ہوگی تو قانون کو نافذ کرنے والوں یعنی اولو الامر کو حق ہوگا کہ شوہر کو اس کے اختیار سے محروم کر کے بطور خود اس اختیار کو استعمال کریں - قاضی کو فسخ اور تفریق اور تطلیق کے جو اختیارات شروع میں دئے گئے ہیں ، وہ اسی اصل پر مبنی ہیں - فقہاء کی ایک جماعت نے بیدہ عقدۃ النکاح سے یہ استدلال کیا ہے کہ طلاق کا جو اختیار مرد کو دیا گیا ہے وہ کسی شرط کے ساتھ مشروط نہیں اور اس قاعدہ میں کوئی استثنا نہیں - اور اگر مرد طلاق دینے پر راضی نہ ہو تو کسی حال میں قاضی کو یہ اقتدار نہیں ہے کہ اس اختیار کو خود اپنے ہاتھ میں لے کر استعمال کرے لیکن قرآن مجید اس استدلال کی تائید نہیں کرتا - (۱٦)

آج سے تیس سال پہلے قرآن مجید جس استدلال کی تائید نہیں کرتا تھا آج وہی استدلال عین قرآنی ہو گیا ہے -

---

(۱۵) عائلی قوانین پر علماء کے اعتراضات صفحہ ۱۵
(۱٦) حقوق الزوجین صفحہ ۱۰۸

صغر سنی کی شادی

کم سنی کی شادیوں سے ہمارے معاشرہ میں جو قباحتیں پیدا ہوتی رہی ہیں ' مولانا مودودی ان سے غافل نہیں رہ سکتے تھے - ان مفاسد کے خاتمے کے لئے وہ بھی اس کی روک تھام چاہتے تھے - ان کے اپنے الفاظ ہیں :—

" اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ کم سنی کے نکاحوں کی روک تھام کی جائے اور کم از کم ایسے نکاحوں کو لازم قرار نہ دیا جائے - کیونکہ اکثر لڑکے جن سے ابتداء میں اچھی توقعات قائم کی جاتی رہیں ' آگے چل کر سخت بد اخلاقیوں اور بری عادتوں اور فاسد اعتقادات میں مبتلا ہو جاتے ہیں " - (۱۷)

اب جب کہ ان نکاحوں کی روک تھام کر دی گئی ہے تو اس کی مخالفت میں بودی دلیلیں پیش کی جا رہی ہیں اور یہ فرمایا جا رہا ہے :—

" یہ قرآن کے صریح حکم کے خلاف اور ان مصالح سے متصادم ہے جنہیں اسلامی شریعت نے اہمیت دی ہے - قرآن مجید میں بالفاظ صریح ایسی لڑکی کے ساتھ نکاح کو جائز قرار دیا گیا ہے جس کو ابھی تک حیض نہ آیا ہو " - (۱۸)

اس استدلال کی تائید میں سورۃ الطلاق کی آیت نمبر ۴ پیش کی جاتی ہے- پہلے تو ملاحظہ فرمائیں کہ جو چیز آج انہیں قرآن کے صریح حکم کے خلاف نظر آ رہی ہے تیس سال پہلے عین اسلامی تھی - سیاست بھی انسان کو کہاں سے کہاں پہنچا دیتی ہے -

اب سورۃ طلاق کی آیت نمبر ۴ کے الفاظ ملاحظہ ہوں کہ وہ کہاں تک اس اعتراض کی تائید کرتے ہیں :—

واللتی لم یحضن - اردو میں قرآن حکیم کے متعدد ترجمے ہو چکے ہیں

---

(۱۷) ایضاً صفحہ ۱۱۹
(۱۸) عائلی قوانین پر علماء کے اعتراضات صفحہ ۱۹

کوئی سا اٹھا کر دیکھئے آپ اس آیت کے ترجمے میں یہ الفاظ پائیں گے -

''کہ جن عورتوں کو حیض نہ آ سکا ہو'' -

قرآن حکیم سے اس قسم کا بودا استدلال تو امت میں سے کسی کو نہ سوجھا البتہ بعض ائمہ نے قرآن مجید سے صغر سنی کی شادی کو جائز ضرور ثابت کیا ہے - شمس الائمۃ علامہ سرخسی لکھتے ہیں -

یقوله ابن شبرمة وأبوبكر اصم أنه لا یزوج الصغیر والصغیرة حتّى یبلغا بقوله تعالى حتي اذا بلغوا النكاح فلو جاز التزویج قبل البلوغ لم یكن لهذا فائدة - (۱۹)

امام ابن شبرمۃ اور ابو بکر اصم نابالغ لڑکے اور نابالغ لڑکی کی شادی کو جائز قرار نہیں دیتے - ان کی دلیل اللہ تعالی کا یہ قول ہے - حتی اذا بلغوا النکاح - اگر بلوغت سے پہلے نکاح جائز ہوتا تو یہ آیت بے سود تھی -

قرآن کی رو سے جب بلوغ کو شادی کے لئے شرط قرار دے دیا گیا تو ہر ملک میں حکومت ڈاکٹروں سے رائے لے کر بلوغ کی عمر متعین کر سکتی ہے - یہ تو نہیں ہو سکتا کہ کوئی مرد کہے میری بیٹی بالغ ہے اور اس وقت تحقیق ہوتی پھرے کہ آیا وہ بالغ ہے یا نہیں - اس لئے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ نے بھی بلوغ کی عمر مقرر کر دی تھی - علامہ سرخسی لکھتے ہیں :—

واما بلوغهما بالسن فقدر ابو حنیفة رحمة الله تعالى فى الجاریة لسبع عشرة سنة، وفى الغلام بتسع عشرة سنة — (۲۰)

بلوغ کی عمر حضرت امام ابو حنیفہ کے اندازہ کے مطابق لڑکی کے لئے ۱۷ سال اور لڑکے کے لئے ۱۹ سال ہے -

---

(۱۹) المبسوط جلد ۴ صفحہ ۱۹۳

(۲۰) ایضاً جلد ۶ صفحہ ۵۳

مصر میں انہی امام ابن شبرمة کے قول کو اختیار کر کے صغر سنی کی شادیوں کو خلاف قانونی قرار دے دیا گیا تھا کیونکہ ان کے مسلک کو زمانہ کے تقاضوں کے عین مطابق سمجھا گیا ۔ ,, حقوق الزوجین '' کے مصنف نے بھی اپنی کتاب میں کئی اہم مسائل میں حنفی فقہ کو ترک کر کے مالکی فقہ کو اختیار کیا ھے ۔ اس سے اگر ائمہ حنفیہ کے علم و تقوی پر کوئی حرف نہیں آیا تو صغر سنی کے نکاح کے سلسلہ میں اگر حکومت نے انہیں جیسے ایک صاحب مذھب اور اھل علم و تقوی امام ابن شبرمة کا قول اختیار کر لیا تو وہ کیوں قابل ملامت ٹھہرے ۔ جب کہ صاحب موصوف نے آج سے تیس سال پہلے اس برائی کو خود بھی محسوس کیا تھا اور اس کی روک تھام کی بھی سفارش کی تھی ۔

یہ ھے ,, حقوق الزوجین '' اور حالیہ عائلی قوانین کا تقابلی مطالعہ ۔ ھم نے کوشش کی ھے کہ اس سلسلے میں اپنی طرف سے کوئی مزید دلائل نہ دئیے جائیں کیونکہ ,, حقوق الزوجین '' کے مصنف آج سے تیس سال پہلے ازدواجی زندگی میں جو اصلاحات چاھتے تھے حالیہ عائلی قوانین میں کم و بیش وھی چیزیں ھی تو شامل ھیں جیسا کہ قارئین دیکھ چکے ھیں ۔ لیکن معلوم نہیں جو چیزیں آج سے تیس سال پہلے عین اسلام تھیں اب وہ اچانک خلاف اسلام کیسے ھو گئیں ۔